جناب محمد شریف ہزاروی صاحب
خطیب جامع دار السلام اسلام آباد

توہین رسالت کے قانون میں ترمیم

جب سے توہین رسالت کا قانون نافذ ہوا ہے تو اسی دن سے کفار کے ممالک اور انکی تنظیمیں اور انکے اہل کار این جی اوز نے یہ واویلا مچانا شروع کرر کھا تھا کہ پاکستان میں حقوق انسانی کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ موجودہ فوجی حکمرانوں سے پہلے تمام سیاسی حکومتوں پر امریکہ کا دباؤ تھا کہ اس قانون کو یا تو ختم کیا جائے اور یا اسمیں ایسی اور اتنی ترمیم کر دی جائے کہ یہ عملاً ناکارہ اور نا قابل عمل ہو جائے۔ ان سیاسی حکومتوں نے مختلف اوقات میں یہ عندیہ ظاہر بھی کیا۔ لیکن انکو عملاً ترمیم کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور بوجوہ وہ اپنے بیرونی آقاؤں کی خواہش کی تکمیل نہ کر سکے۔ اور جنرل صاحب نے انکی آروز کی تکمیل کر دی۔

آقائے نامدار ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ مسلمان ایک جذباتی وابستگی رکھتے ہیں عملاً مسلمان کتنا ہی بے عمل کیوں نہ ہوں لیکن رسول ﷺ کی بات آجائے تو یہ بے عمل مسلمان بھی تاریخ کے ابواب میں ایک نیا باب رقم کرلیتا ہے۔ پاستان میں ان شاٗ اللہ ایسا کوئی فرد موجود نہیں (سوائے مغربی افکار کے حاملین کے) جو ناموس رسالت پر اپنی جان نثار کرنے کو اپنی سعادت نہ سمجھتا ہو، یہ مسئلہ مسلمانوں کے ایمان اور عقیدے کا مسئلہ ہے اور ایک مسلمان کیلئے سب سے زیادہ باعث تسکین یہ بات ہوتی ہے کہ وہ ناموس رسالت کیلئے اپنے ایمان اور اپنے عقیدے کے تحفظ کیلئے اپنی حقیر جان کا نذرانہ پیش کر دے۔ اس لئے جس مسئلہ کے ساتھ لگاؤ میں اتنی جذباتیت ہو اور جو مسئلہ کفر و اسلام کا مسئلہ ہو اس میں کوئی ترمیم یا اس میں کسی قسم کی لچک فساد کا باعث ہو سکتی ہے۔ امن وامان کا ذریعہ نہیں۔

دنیا میں ہر فرقہ کے لوگوں کو اپنے مذہبی طور اطوار مذہبی رسومات، مذہبی پیشوا اور مذہب

کے ساتھ وابستگی غیر لچکدار ہوتی ہے۔ ہندو اپنے مذہبی پیشواؤں کے ساتھ عقیدت رکھتے ہیں' سکھ 'مجوسی' پادری' یہود' عیسائی تمام اپنے مذہبی پیشواؤں کیساتھ عقیدت و محبت رکھتے ہیں اور مسلمان بھی اپنے تمام مذہبی پیشواؤں کے ساتھ عقیدت رکھتے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ عقیدت محبت جناب خاتم المرسلین ﷺ کے ساتھ رکھتے ہیں اور بات صرف عقیدت و محبت کی نہیں بات ایمان اور عقیدے کی ہے۔ دنیا کا کوئی فرقہ اپنے کسی رسم کی توہین اپنے کسی مقتدا کی توہین برداشت نہیں کرتے تو مسلمان اس شخصیت کی توہین کس طرح برداشت کر سکتے ہیں جن کی شخصیت صرف عقیدہ و محبت کا محور نہ ہو بلکہ عقیدت و محبت کے ساتھ ساتھ وہ شخصیت جزو ایمان بھی ہو اور اگر کوئی بھی فرد مسلم انکی توہین برداشت کر جائے تو اسکا مطلب ہو گا کہ اس نے اپنے ایمان کے منافی بات کو برداشت کر لیا۔ اور جب ایمان کے خلاف بات کو برداشت کر لیا جاتا ہے تو پھر اسکا مطلب ہو گا کہ اس میں ایمان نہیں اور جب ایمان نہ ہو تو اسکو مسلمان کہلانے کا حق حاصل نہیں۔

دنیا کی ہر تہذیب و تمدن' ہر مذہب اور معاشرہ ادب و احترام کا درس دیتا ہے۔ دنیا میں کوئی مہذب معاشرہ ایسا نہیں ہو گا جو کسی کی توہین کو اپنا حق سمجھتی ہو' بلکہ ہر معاشرہ میں کسی نہ کسی انداز میں یہ بات ضرور رائج ہو گی کہ بدزبان اور دوسروں کی توہین کرنے والے شخص کو ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔ کوئی بھی معاشرہ دوسروں کی توہین کرنے والوں کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔ آج مغرب اپنے آپ کو مہذب معاشرہ کہتا ہے۔ امریکہ پوری دنیا میں تہذیب کا داویلا مچا رہا ہے' لیکن اسکے افکار تہذیب و تمدن سے اتنے دور ہیں کہ شاید قرون مظلمہ کے ادوار میں اسکی مثال نہ ملتی ہو' کہ عام شخص کی توہین نہیں بلکہ ایک ایسی شخصیت کی توہین کو یہ اپنا انسانی حق سمجھ رہے ہیں۔ جنھوں نے پوری دنیا کو حق کا درس دیا اور حقوق سے صرف آگاہ نہیں کیا بلکہ حقوق کے راستہ پر گامزن کیا۔ ایسی شخصیت کی توہین کو اہل مغرب بنیادی انسانی حقوق سمجھتے ہیں جس چیز کو کوئی بھی ادنیٰ شرافت والا معاشرہ عیب سمجھتا ہو وہ چیز اس شخصیت کے لئے جائز اور روا رکھا جا رہا ہے۔ جنکی آمد صرف مسلمانوں کے لئے ہی باعث رحمت نہیں بلکہ کفار کے لئے بھی ہے اگر آپ کی آمد نہ ہوتی تو کافر کب کے عذاب میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو چکے ہوتے۔

۷۰۴

تحفظ ناموس رسالت کے قانون سے غیر مسلموں کو بھی تحفظ کہ زندان میں داخل ہو کر اسکا وجود محفوظ ہو جاتا لیکن اب جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ فوری طور اس شاتم رسول ﷺ کو گرفتار نہیں کیا جائیگا بلکہ اسکو جرمنی یا جاپان بھاگ جانے کا موقعہ فراہم کیا جارہا ہے تو کوئی بھی غیرت مند مسلمان مجاز اتھارٹی کی طرف رجوع نہیں کریگا۔ بلکہ مسلمان اکٹھے پہلے تو اس شاتم رسول کو جہنم واصل کریں گے پھر اسکے بعد عدالتوں کا مسئلہ ہے وہ چلتا رہتا ہے۔ لہٰذا امن وامان کو برقرار رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ توہین رسالت کے قانون میں کسی قسم کا رد وبدل نہ کیا جائے ورنہ بدامنی کا ایک ایسا طوفان بپا ہو جائے گا کہ پھر اسکا تھامنا حکومت کے بس میں نہ ہو گا۔ اور کوئی بھی غیر مسلم اقلیت کسی بھی جگہ محفوظ نہیں ہو گا۔

جنرل پرویز مشرف نے سابق وزیر اعظم کو اس وجہ سے گرفتار کیا تھا اور اب انکو سزا بھی دے دی گئی۔ کہ انہوں نے انکے طیارے کو اترنے نہیں دیا تھا۔ جنرل صاحب نے انکی حکومت بھی ختم کی اور اس بات پر انکو اور انکے چھ ساتھیوں کو گرفتار بھی کر لیا تھا لیکن گرفتاری کا حکم دینے سے قبل جنرل صاحب نے کسی کمشنر یا ڈپٹی کمشنر کو درخواست دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی اس حکم دینے پر وزیر اعظم کی گرفتاری کا جواز بنتا ہے یا کہ نہیں ؟ اگر توہین رسالت کے قانون میں جنرل صاحب کا انصاف یہی کہتا ہے کہ پہلے انکوائری ہونی چاہیے تو طیارہ کیس بھی انکو ایسی اصول پسندی کا مظاہرہ کرنا چاہیے تھا۔ کیا جنرل صاحب کی ذات رسالت مآب ﷺ کی عزت وناموس سے زیادہ قیمتی ہے ؟ نہیں ہرگز نہیں۔ تو جنرل صاحب اگر اپنی ذات کے تحفظ کے لئے سب کچھ کر سکتے ہیں تو پھر مسلمان ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے وہ کچھ کر گزرنے کے لئے تیار ہونگے جسکا تصور بھی اس وقت نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے ہماری درخواست یہ ہے کہ اس ترمیم کو واپس لیا جائے۔ حکومت اور مسلمانوں کو کسی آزمائش میں مبتلا نہ کیا جائے۔

............((((()))))............